21

مالی قربانی کی خاص ضرورت

(فرمودہ ۲۲ ؍ جون ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

انسان کے موٹے موٹے دو حصے ہیں۔ ایک مادیت اور دوسرا روحانیت۔ یہ دونوں حصے اپنے اپنے دائرے میں قربانی کے محتاج ہیں اور جب تک قربانی ضرورت کے مطابق نہ ہو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً انبیاء کی جماعت کے لوگ ہیں۔ وہ خدا کے ایسے پسندیدہ ہوتے ہیں کہ صوفیاء کے اقوال کے مطابق ان کی شان میں آتا ہے **لولاک ما خلقت الافلاک** [1] کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا نہ پیدا کی جاتی۔ وہ اللہ سے ایسے قرب کے مقام پر ہوتے ہیں کہ دنیا ان کی خاطر ہوتی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ نبی کے لئے ایک قوم تباہ ہوتی ہے اور ایک قوم ترقی کرتی ہے۔ گویا قوموں کی ترقی اور تباہی ان کے وجود سے وابستہ ہے۔

مگر باوجود اتنے قرب کے پھر دیکھتے ہیں کہ دنیا کی حاجات ان کو بھی لگی ہوتی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ ان کی خاطر بعض قوموں کو تباہ کرتا اور بعض کو ترقیاں دیتا ہے وہاں یہ بھی تو ہوتا ہے کہ ان کو بھوک لگتی ہے۔ پیاس لگتی ہے۔ سونے کی حاجت ہوتی ہے۔ نبی بیمار بھی ہوتے ہیں۔ ان کو دوا کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ لباس کی بھی ان کو ضرورت ہوتی ہے۔ غرض انسانی احتیاجات کے باعث نبی اور غیر نبی میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور انبیاء کی روحانیت ان کو مادیت کی احتیاجات سے بچا نہیں سکتی۔ پس کوئی روحانیت نہیں جس کے ساتھ مادیت نہ ہو حتیٰ کی عبادت میں بھی ظاہری حرکات کرنی پڑتی ہیں۔ روزہ کے ساتھ جسم کو بھی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ نماز میں انسان ہاتھ باندھتا۔ قعدے میں بیٹھتا ہے جس طرح روح خدا کے حضور جھکتی ہے جسم بھی جھکتا ہے اور جس طرح روح خدا کے حضور دوزانو ہوتی ہے اسی طرح جسم بھی خدا کے حضور دوزانو ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اصل میں اخلاق کی درستی کو کہتے ہیں لیکن اس میں مال بھی دیا جاتا ہے۔ حج میں روح کا **تبتل الی اللہ** ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ جسم کو بھی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ غرض سب عبادتوں میں ظاہر کے ساتھ باطن اور باطن کے ساتھ ظاہر بھی ہوتا ہے پس روحانی سلسلہ میں ظاہر بھی اس کے ساتھ ہوتا

ہے۔ اور ظاہر قربانیاں بھی کرنی پڑتی ہیں اور ان قربانیوں میں سے بڑی قربانی مال کی ہوتی ہے۔

ہمارے زمانہ میں جانی قربانی کا موقع کم آیا ہے۔ البتہ سلسلہ ارتداد نے ہماری جماعت کے لئے تعلیم و تربیت کا موقع بہم پہنچا دیا ہے۔ یہ شر جو اٹھایا گیا ہے مسلمانوں کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ مگر ہماری جماعت اس سے مزید قربانی کرنا اور مشقت برداشت کرنا سیکھے گی اور میرا ارادہ ہے کہ اس طرز تبلیغ کے سلسلہ کو دائمی کر دیا جائے ہمارے احباب کا فرض ہے کہ اس موقع پر ہر قسم کی قربانیاں بجا لائیں۔ ہم اس فتنہ کے بند ہونے سے تبلیغ کو نہیں چھوڑ سکتے بلکہ ہماری تبلیغ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اب ہم اور ہمارے بعد سلسلہ کا انتظام جس کے ہاتھ میں ہو وہ تبلیغ کرتا رہے گا اور جب تک کافروں کا وجود دنیا میں ہے۔ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔

اب جو قربانیاں ہماری جماعت کرتی ہے اور جن کی عادی ہے وہ مالی قربانیاں ہیں۔ اور نسبت کے لحاظ سے وہ اتنی بڑھی ہوئی ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اتنی قربانیاں نہیں کرتی۔ اور بعض احباب کی قربانیاں تو بہت ہی بڑھی ہوئی ہیں اور ایسے بھی مواقع آئے ہیں کہ ہمارے احباب نے دین کی ضرورت پر گھر کی چارپائیاں تک بیچ دی ہیں۔ مگر بعض کے بوجھ اٹھا لینے سے سارا کام نہیں چل سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ مجموعی طور پر تمام جماعت قربانی کرے اور وہ لوگ جو سست ہیں یا غافل ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ سستی اور غفلت چھوڑ دیں۔ میں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ سب مل کر قربانیاں کرو تاکہ جماعت کے چند احباب پر بوجھ نہ ہو بلکہ اس بوجھ کو ساری جماعت اٹھائے۔

اب خاص وقت ہے جس میں جماعت کے لئے مالی قربانی کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ جب جماعت کے سینکڑوں آدمی چھٹیاں لے کر اور اپنے کاروبار کو چھوڑ کر جانی قربانی کرتے اور تبلیغ کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ان لوگوں کے چندوں پر بھی لازمی طور پر کمی آئے گی۔ ادھر اخراجات بڑھ رہے ہیں جن کی سرسری میزان فی الحال ۲۵۔۳۰ ہزار ہے۔ ایسے وقت میں اگر جماعت کے سب افراد قربانی نہ کریں گے تو کام کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اگر کسی شخص میں ضعف ہے۔ سستی ہے یا غفلت ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس کو چوکس کریں اور اس کی سستی اور غفلت کو دور کریں۔ بیت المال پر ۳۵ ہزار کے قریب اخراجات کا نیا بار آپڑا ہے۔ بعض لوگوں کی آمدنیاں کم ہو گئی ہیں۔ ایسے وقت میں جماعت کے کسی فرد کا قربانی کرنے سے رکے رہنا جماعت سے دشمنی کرنا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اب تک سست رہے ہیں اس ضرورت کے وقت سلسلہ کی خدمت کے لئے آگے بڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے پہلے قصور کو بھی معاف فرما دے گا۔ پس اس موقع کو رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیئے۔

اس وقت کارکنوں کا بھی فرض ہے کہ بالخصوص سب لوگوں کو جگائیں اگر بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے سالہا سال سے کوئی چندہ نہیں دیا تو ان کو بھی بیدار کریں۔ ان سے مایوس ہو کر خاموش نہ ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے ان پر اس وقت اثر ہونا ہو جس وقت وہ مایوس ہو کر خاموش ہو بیٹھیں۔ اس لئے کہنے سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ کئی لوگ دس سال میں مانتے ہیں۔ کئی بیس سال میں مانتے ہیں۔ کئی تیس سال میں مانتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر چند سال کہکر چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی اصلاح کی امید کیسے کی جا سکتی ہے۔

کئی لوگ ہیں جنہوں نے اس وقت مسیح موعود کو نہیں مانا تھا جس وقت آپ نے دعویٰ کیا تھا ۱۸۹۰ء میں وہ مخالف رہے۔ ۱۹۰۰ء میں مخالف رہے اور ۱۹۰۸ء میں جب حضرت اقدسؑ کی وفات ہوئی مخالف رہے بلکہ ایسے بھی ہیں جو ۱۹۱۴ء تک مخالف رہے پھر ان کو ماننے کی توفیق ملی۔ ایک شخص نے ۱۹۲۲ء میں بیعت کی ہے۔ اس نے لکھا کہ میری عمر نوے سال کی ہے۔ میں احمدیت کا خطرناک دشمن تھا۔ لیکن اب مجھے سمجھ آگئی ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ پس جب خطرناک لوگ بھی موافق ہو سکتے ہیں تو جو ہمارے کہلاتے ہیں وہ کیوں نہیں ہوں گے۔ کارکن اپنا کام کرتے رہیں۔ خود بھی سستی اور لاپروائی کو چھوڑ دیں اور دوسروں کو بھی اکسائیں اور بتائیں کہ یہ وقت خاص قربانی کا ہے۔ جو اس وقت قربانی کرے گا۔ خاص انعام پائے گا۔

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو توفیق دے کہ خدا کے دین کی ضرورت کو محسوس کریں۔ آمین۔

(الفضل ۳ر جولائی ۱۹۲۳ء)

* * *

ا؎ موضوعات کبیر ص۵۹' نزہتہ النواظر فی توضیح نخبتہ الفکر ص ۱۳